

# سلام کی اہمیت اور غیر مسلم کو سلام کا حکم

سید جلال الدین عمری

## سلام : اسلامی تہذیب کا نشان

ایک انسان دوسرے انسان سے ملاقات کے وقت مسرت، خوشی اور تعلق خاطر محسوس کرتا ہے تو مختلف طریقوں سے اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ اس کے لئے ہر قوم میں مخصوص الفاظ اور کلمات بھی رائج ہیں۔ ان کا تعلق مذہب، سماج، معاشرتی روایات اور رسوم و رواج سے ہوتا ہے۔ اس لئے اسے تہذیب اور کلچر کا ایک اہم حصہ سمجھا جاتا ہے۔ اسلامی تہذیب یہ ہے کہ ”السلام علیکم“ کے الفاظ کے ساتھ ملاقات کی جائے۔ اس میں ”رحمۃ اللہ وبرکاتہ“ کا اضافہ بھی پسندیدہ سمجھا گیا ہے۔ اسی کو اصطلاح میں سلام کہا جاتا ہے۔

## قرآن مجید میں لفظ ”سلام“ کے استعمالات

”سلام“ کا لفظ قرآن مجید میں جن مواقع پر آیا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں :

۱۔ امن و سلامتی کا وہ پیغام اور خوش خبری جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے نیک بندوں کو ملتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اَصْطَفٰی (النمل : ۵۹)

”سلام ہے اس کے ان بندوں پر جن کو اس نے منتخب کیا۔“

دوسری جگہ فرمایا :

سَلَامٌ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ (الصافات : ۱۸۱)

”سلام ہے اللہ کے رسولوں پر۔“

ان عمومی بیانات کے ساتھ سورۃ الصافات میں بعض پیغمبروں کا نام لے کر ان پر سلام

بھیجا گیا ہے۔

سَلَامٌ عَلٰی نُوحٍ فِی الْعَالَمِیْنَ (۷۹) سَلَامٌ عَلٰی اِبْرٰهیمَ (۱۰۹)  
سَلَامٌ عَلٰی مُوسٰی وَهَارُوْنَ (۱۲۰) سَلَامٌ عَلٰی اِلٰی یٰرِیسَیْنَ (۱۳۰)  
”سلام ہے نوح پر سارے جہاں والوں میں --- سلام ہے ابراہیم پر --- سلام ہے  
موسیٰ اور ہارون پر --- سلام ہے الیاس پر۔“

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے ان نیک بندوں کے لئے امن و سلامتی کی بشارت ہے۔

۲۔ جنت میں اہل جنت کو خدا کی طرف سے سلام نصیب ہو گا۔

سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ رَحِیْمٍ (طہین : ۵۸)  
”سلام کہا جائے گا انہیں رب رحیم کی طرف سے۔“

۳۔ حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں ارشاد ہے :

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهیمَ بِالْبَشْرِیْ قَالُوْا سَلٰمًا قَالِ  
سَلٰمٌ (ہود : ۶۹)

”ہمارے فرستادے (فرشتے) ابراہیمؑ کے پاس (حضرت اسماعیلؑ کی) خوشخبری لے

کر پہنچے، انہوں نے ابراہیمؑ کو سلام کہا اور انہوں نے بھی جواب میں سلام کہا۔“

یہ مضمون سورۃ الذاریات میں بھی آیا ہے (۲۵) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے  
پیغمبروں کو فرشتے سلام کرتے ہیں اور پیغمبر اس کا جواب دیتے ہیں۔ (بکثرت احادیث سے  
بھی اس کا ثبوت ملتا ہے)۔

۴۔ اللہ کے نیک بندوں کا جنت میں فرشتے سلام کے ذریعے استقبال کریں

گے۔ (النحل : ۳۲) --- وہ ہر طرف سے انہیں سلام کریں گے (الرعد : ۳۳) --- اہل

جنت سلام کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے (الحجر : ۴۶) --- خود اہل جنت بھی ایک

دوسرے کو سلام کریں گے۔ (یونس : ۱۰)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کو اس کی طرف سے سلام کی سوغات ملتی

رہتی ہے۔ فرشتے، پیغمبر اور اہل جنت ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ اس طرح سلام

محض ایک تہذیبی روایت یا معاشرتی طریقہ ہی نہیں بلکہ اس میں پاکیزگی، تقدس اور عظمت

## کے معانی پنہاں ہیں۔ سلام کا معنی و مفہوم

سلام میں ہر طرح کے نقص اور عیب سے پاک ہونے کا تصور ہے۔ اسی پہلو سے اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک ”السلام“ بھی ہے۔ (الحشر: ۳۳) اس لئے کہ اس کی ذات بے عیب اور ان تمام کمزوریوں اور خامیوں سے مبرا اور منزہ ہے جو مخلوق میں پائی جاتی ہیں۔ ”سلم“ کا لفظ ”حرب“ کا ضد ہے جس کے معنی جنگ کے ہیں۔ اس طرح ”سلم“ میں نجات اور سلامتی، امن و صلح اور اذیت سے محفوظ رہنے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ اس میں دعا کے معنی بھی موجود ہیں۔ ”السلام علیکم“ کے کلمات سے ملاقات کے آغاز کا مطلب یہ ہے کہ ملاقات اس خدا کے نام سے ہو رہی ہے جو انسان کے ظاہر و باطن، اس کے خیالات و اعمال اور اعمال و افعال کے واقف ہے۔ تمہیں مجھ سے خوف اور اندیشہ محسوس

۱۔ ”سلام“ جاہلوں سے اعراض کا ایک مذهب اور شرفانہ طریقہ بھی ہے۔ قرآن مجید کی ہدایت ہے: فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (الزخرف: ۸۹) ”پس ان سے درگزر کرو اور کو سلام ہے۔ جلد ہی انہیں معلوم ہو جائے گا۔“

اہل کتاب کے نیک اور صالح افراد کے بارے میں ارشاد ہوا: وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا إِنَّا عَمَلُ النَّاسِ وَلَكُنَّ أَعْمَالُنَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَئِن تَبَغَى الْجَاهِلِينَ (القصص: ۵۵) ”جب وہ لغو بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں اور تم اپنے اعمال کے۔ تم کو سلام ہے۔ ہم جاہلوں کو نہیں چاہتے۔“

اہل ایمان کی خوبی یہ بیان ہوئی ہے: إِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا (الفرقان: ۶۳) ”جب ان سے جاہل الجنتے ہیں تو وہ کہتے ہیں تمہیں سلام ہے۔“

یہ سلامتی اور رحمت کی دعا کا سلام نہیں بلکہ بے تعلقی اور علیحدگی کا سلام ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو جب ان کے باپ آزر نے سنگسار کرنے کی دھمکی دی تو انہوں نے فرمایا: سَلَامٌ عَلَيْكَ، مَا سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيظًا (مریم: ۴۷) ”سلام ہے آپ کو۔ میں اپنے رب سے آپ کے لئے مغفرت کی دعا کروں گا۔ بے شک وہ مجھ پر مہربان ہے۔“

یہ سلام اظہارِ برائت کے لئے تھا۔ اس طرح کے سلام کے لئے ہر زبان میں مناسب الفاظ موجود ہیں۔ ایسے موقع پر ہماری زبان میں کہا جاتا ہے: معاف کیجئے ہم سلام کرتے ہیں۔ اس کے لئے ”السلام علیکم“ کے مسنون الفاظ استعمال نہیں ہوتے۔

کرنے کی ضرورت نہیں، تمہیں میری ذات سے کوئی تکلیف اور گزند نہیں پہنچے گی۔ ۱

## سلام کو عام کرنے کا حکم

بکثرت احادیث میں سلام کو عام کرنے کا حکم ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

اعبدوا الرحمن وأطعموا الطعام وأفشوا السلام تدخلوا الجنة بسلام ۲

”رحمن کی بندگی کرو (بھوکوں کو) کھانا کھلاؤ اور سلام کو عام کرو۔ جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔“

حضرت عبداللہ بن سلامؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں :

أشبهوا الناس بالسلام وأطعموا الطعام وصلّوا بالليل والناس نيام تدخلوا الجنة بسلام۔ ۳

”اے لوگو! سلام کو عام کرو (بھوکوں کو) کھانا کھلاؤ اور رات میں جب لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھو۔ جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔“

## سلام مسلمانوں کے لئے ہے؟

یہ اور اس نوعیت کی دیگر احادیث کے سلسلہ میں ایک سوال یہ ابھرتا ہے کہ کیا ان کا تعلق صرف مسلمانوں سے ہے یا یہ مسلم اور غیر مسلم سب کے لئے عام ہیں۔ زیادہ تر علماء کی رائے یہ ہے کہ ان کے مخاطب مسلمان ہیں۔ انہیں آپس کے تعلقات میں جن باتوں کی ہدایت کی گئی ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ ملاقات کے وقت سلام کریں۔ بعض

۲ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو راغب، مفردات القرآن، مادہ سلم، ص ۲۳۹-۲۴۱۔ ابن اثیر، التہذیب فی غریب الحدیث: ۲/ ۱۷۸-۱۷۹۔ ابن حجر، فتح الباری: ۱۱/ ۱۳۔

۳ ترمذی، ابواب الاطعمہ، باب ما جاء فی فضل اطعام الطعام۔

۴ ترمذی، ابواب صفہ القیامہ، باب...

۵ اس سلسلہ کی بعض اور روایات اور ان کی تشریح کے لئے ملاحظہ ہو راقم کا مضمون ”کم زور۔۔۔ اسلام کے سایہ میں“ مطبوعہ ماہنامہ زندگی۔ اگست، ستمبر ۱۹۸۷ء

احادیث سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تَوْمِنُوا وَلَا تَوْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا - أُولَا  
أَدْلَكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ : أَفْشُوا السَّلَامَ  
بَيْنَكُمْ ۝

”تم جنت میں نہیں داخل ہو گے تا آنکہ ایمان نہ لاؤ گے اور ایمان (کامل) نہ لاؤ  
گے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ اس پر  
عمل کرو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو؟ وہ یہ ہے کہ اپنے درمیان سلام کو  
عام کرو۔“

یہ حدیث بتاتی ہے کہ مسلمانوں کے درمیان سلام کا زیادہ سے زیادہ رواج ہونا  
چاہئے۔ اس سے اجنبیت اور دوری ختم ہوگی، محبت بڑھے گی اور تعلقات مضبوط ہوں  
گے۔ اس سے علامہ قرطبی نے حسب ذیل استدلال کیا ہے :

هَذَا يَقْتَضِي إِفْشَاءَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ دُونَ الْمُشْرِكِينَ ۝  
”یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ سلام کو مسلمانوں کے درمیان پھیلایا جائے نہ کہ  
مشرکین کے درمیان۔“

اس مفہوم کی ایک اور روایت حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول  
اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

إِنَّ السَّلَامَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى وَضَعَهُ اللَّهُ فِي الْأَرْضِ  
فَأَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ ۝  
”بے شک سلام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک ہے جسے اس نے زمین پر نازل  
فرمایا ہے، لہذا تم اسے اپنے درمیان عام کرو۔“

۱۔ مسلم، کتاب الایمان، باب بیان انہ لا یدخل الجنة الا المؤمنون الخ ابو داؤد، کتاب السلام،  
باب افشاء السلام۔ ترمذی، ابواب الاستیذان، باب ما جاء فی افشاء السلام۔  
۲۔ قرطبی : المباح لاحکام القرآن : ۳۰۴/۵۔

۳۔ الادب المفرد : ۴۴۹/۲ قال الحافظ سندہ حسن واخرجه البزار والطبرانی من  
حدیث ابن مسعود مرفوعاً وموقوفاً فتح الباری : ۱۳/۱۱۔

ایک روایت میں شناسا، غیر شناسایا واقف ناواقف ہر ایک کو سلام کا حکم ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ”اتی الاسلام خیر؟“ (بہترین اسلام کیا ہے؟) مطلب یہ کہ اسلام کا بہترین اظہار کن صفات کی شکل میں ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا :

تطعم الطعام وتقرأ السلام علی من عرفت ومن لم تعرف ۱۰  
 ”یہ کہ تم (بھوکے کو) کھانا کھلاؤ اور جسے جانتے ہو اور جسے نہیں جانتے ہر ایک کو سلام کرو۔“

اس حدیث کے ذیل میں امام نووی فرماتے ہیں :

اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف ان ہی لوگوں کو سلام نہ کرو جن سے تمہاری واقفیت ہے، جس کا بہت سے لوگ کہتے ہیں۔ (بلکہ ہر ایک کو سلام کرو) لیکن یہ حکم مسلمانوں کے لئے ہے۔ غیر مسلم کو سلام کرنے میں پہل نہیں کی جائے گی۔ ۱۱

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ غیر مسلم کو بھی سلام کیا جاسکتا ہے (اس لئے کہ سلام کو عام کرنے کا حکم ہے) لیکن حدیث میں اس کی دلیل نہیں ہے، اس لئے اسلام اصلاً مسلمانوں کے لئے مشروع ہے۔ حدیث کا تعلق ان ہی سے ہے۔ ”من عرفت“ (جس سے تم واقف ہو) سے مراد مسلمان ہے ”من لم تعرف“ (جس سے تم واقف نہ ہو) اس کی دو شکلیں ہیں۔ ایک یہ کہ عدم واقفیت کے باوجود اگر وہ مسلمان ہے تو اسے سلام کرنے میں پیش قدمی کی جائے گی، لیکن اگر اس کے مسلمان ہونے کا علم نہیں ہے تو احتیاطاً سلام کیا جائے گا جب تک کہ یہ بات معلوم نہ ہو جائے کہ وہ غیر مسلم ہے۔ ۱۲

یہی بات علامہ یحییٰ نے بھی کہی ہے۔

۱۰ بخاری کتاب الایمان، باب الطعام من الاسلام، مسلم کتاب الایمان، باب بیان تفاضل

الاسلام وای الاسلام خیر۔

۱۱ نووی : شرح مسلم ج ۱ جزء ۲ ص ۱۰۔

۱۲ فتح الباری : ۲/۱۱

حدیث میں سلام کو عام کرنے اشارہ ہے لیکن اس میں جو عموم ہے وہ مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے (دوسرے لفظوں میں حدیث کا منشا یہ ہے کہ سلام کو صرف مسلمانوں کے درمیان عام کیا جائے) کافر کو سلام کرنے میں پہل نہیں کی جائے گی۔ ۱۲

## غیر مسلموں کو سلام کرنے کی ممانعت

مسلمانوں کے درمیان سلام کو عام کرنے کے حکم سے یہ ثابت نہیں ہو تا کہ کسی غیر مسلم کو سلام نہیں کیا جاسکتا۔ اس نقطہ نظر کی اصل دلیل حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَبْدُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى بِالسَّلَامِ فَإِذَا الْقَيْنِمُ أَحَدُهُمْ فِي

طَرِيقٍ فَاضْطَرُّوهُ إِلَى اضْبِيقِهِ ۱۳

”یہود و نصاریٰ کو سلام کا آغاز تمہاری طرف سے نہ ہو۔ ان میں سے کسی سے راستہ میں تمہاری ملاقات ہو جائے تو اسے اس کے تنگ حصہ میں چلنے پر مجبور کرو۔“

اس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پیش قدمی نہیں کی جائے گی اور انہیں راستہ کے کنارے چلنے پر مجبور کیا جائے گا۔ ۱۴

(باقی صفحہ ۳۸ پر)

۱۲۔ یعنی، عمدة القاری : ۱/۱۵۶

۱۳۔ مسلم، کتاب السلام، باب النبی عن اہل الکتاب بالسلام۔ ترمذی، ابواب الاستیذان، باب ما جاء فی کرہیہ التسلیم علی الذی۔ ابوداؤد، کتاب السلام، باب فی السلام علی اہل الذمہ، مسند احمد : ۱۹/۷۴۔ حدیث نمبر ۹۹۲ مسند کی ایک روایت میں یہود کی جگہ مشرکین کا لفظ آیا ہے ۱۵/۱۹ حدیث نمبر ۷۴۲۳۔ ۱۴۔ راستہ سے متعلق اس ہدایت کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ انہیں راستہ سے دھکا دے کر کنارے کر دیا جائے تاکہ وہ آسانی سے نہ چل سکیں بلکہ بھیڑ بھاڑ اور ازدحام ہو تو ان کے احترام میں خود کنارے ہو کر انہیں درمیانی راستہ نہ دیا جائے بلکہ اسی زحمت اور تنگی سے گزرنے دیا جائے۔ اگر راستہ کشادہ ہو اور کسی کے گزرنے میں کوئی زحمت نہ ہو تو وہ سب کے ساتھ چل سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں انہیں کنارے چلنے کا پابند بنانا بلاوجہ کی اذیت رسائی ہے جس کی شریعت نے اجازت

نہیں دی ہے۔ (فتح الباری)